ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

ڈاکٹر ضیاءالحسن کی کتاب "آدھی بھوک اور پوری گالیاں" کا فکری اور فنی جائزہ

AN INTELLECTUAL AND TECHNICAL REVIEW OF DR. ZIA UL HASAN'S BOOK "AADHI BHOK AUR PORI GALIAN".

رضوانہ بی بی

ایم فل اسکالر (اردو)، مائی یونیورسٹی، اسلام آباد

نعمت اللہ ارشد گھمن

پی ایچ ڈی اسکالر (اردو)، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

کونب غضنفر

ایم فل اسکالر (اردو)، یونیورسٹی آف سیالکوٹ

Abstract:

This book is divided into four parts. In the titles of his ghazals, there is a mention of desires, values and freedom of relationships. In this section, the poet has aligned it with the external world. The problems of the external world further increase the state of pain in the inner world of the poet. Zia-ul-Hasan has also expressed his love for the country and the nation in his poetry. He describes the problems faced in human life, he wants man to get out of materialistic and patronizing life and be attracted towards nature, he considers the sight of nature as a cure for sorrow and tears. He talks about the unfair system within this section. From the study of Zia-ul-Hasan's poetry, it is clear that he has a new style. He has given place to new themes in poetry. He has not only mentioned the cardiac incident but also included the collective problems in the poetry. They understand the requirements of the time very well. His speech has a gentle and moral tone.

Keywords: *book, ghazals, love, poetry, pain, tone, human life*

کلیدی الفاظ: کتاب، غزل، عشق، شاعری، درد، لہجہ، انسانی

خاندانی پسِ منظر و تعارف:

ضیاءالحسن 28 اکتوبر 1964 کو ضلع مظفر گڑھ کے قصبہ شیر سلطان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمود الحسن پیشے کے لحاظ سے وکیل تھے اور انہوں نے ایل ایل ایم کی تعلیم انگلستان سے حاصل کی تھی اور ان کی والدہ خورشید بیگم نہایت مذہبی اور صوم و صلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ ان کے دو بھائی بالترتیب مقصود الحسن جو کہ پیشے کے لحاظ سے وکیل اور ابوالحسن جو کہ اکنامکس کے استاد ہیں اور اس کے علاوہ ان کی تین بہنیں عذرا بتول، خالدہ بتول اور اسماء بتول ہیں۔ ضیاءالحسن کی تعلیم کا آغاز قصبہ جلالی سے ہوا پانچویں جماعت تک یہی شعر تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد والد صاحب کے ساتھ لاہور منتقل ہو گئے۔ 1980ء میں چوبرجی گارڈنز لاہور سے میٹرک کیا اور بعد میں گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور سے ایف ایس سی کی۔ ایف سی کالج سے گریجویشن کرنے کے بعد ایم اے اردو پنجاب یونیورسٹی اورئینٹل کالج سے کیا۔ ایم فل میں سجاد باقر رضوی کی نگرانی میں "ن م راشد کی شاعری میں عصری شعور" کے نام سے مقالہ تحریر کیا۔ 2004ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کا عنوان "اردو تنقید کا عمرانی دبستان" حاصل کیا۔

ڈاکٹر ضیاءالحسن کا خاندان حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کی لڑی سے ہے۔ ان کے آباؤاجداد ضلع مظفر گڑھ کے سرائیکی زمیندار تھے۔ ان کے دادا مولوی سراج الدین پیشے کے لحاظ سے زمیندار تھے لیکن اس کے ساتھ وہ عالم دین بھی تھے اور اس کے علاوہ ان کے نانا قادر بخش کا ذریعہ معاش بھی زمینداری تھا۔ ان کی نانی نہایت ہی نیک سیرت اور پرہیز گار عورت تھی جن سے علاقے کی ہزاروں لڑکیوں نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ڈاکٹر ضیاءالحسن کی شادی حمیدہ شاہین سے 1996ء میں ہوئی جو کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین واپڈا ٹاؤن لاہور میں بطور صدر شعبہ اسلامیہ تعینات ہیں اور ان کا شمار عصر حاضر کی نمائندہ شاعرات میں ہوتا ہے جبکہ ان کے تین شعری مجموعے "دستک"، "دشتِ وجود" اور "زندہ ہوں" اب تک شائع

ہو چکے ہیں۔ڈاکٹر ضیاءالحسن کی شاعری کا آغاز بھی اسی زمانے سے ہوا اور انہوں نے ریڈیو پروگرام میں بھی حصہ لیا اور ان کے ادبی حلقوں میں بھی شریک ہونے لگے۔ ڈاکٹر ضیاءالحسن کے شعری مجموعوں میں "بارِ مسلسل"، "آدھی بھوک اور پوری گالیاں" اور "ازل سے" شامل ہیں جبکہ ان کی تنقیدی کتب میں "نئے آدمی کا خواب"، "عمرانی تنقید"، "ن۔م راشد شخصیت اور فن"، "شہزاد احمد شخصیت اور فن" اور "جدید اردو نظم، آغاز و ارتقا" شامل ہیں۔

"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" کا فکری اور فنی جائزہ:-

زیر جائزہ ضیاءالحسن کا دوسرا شعری مجموعہ "آدھی بھوک اور پوری گالیاں" 2007ء میں ملٹی میڈیا افیئرز لاہور سے شائع ہوا۔اس کتاب کا انتساب انہوں نے اپنے دونوں بھائیوں کے نام لکھا اس کتاب میں منظومات اور غزلیات شامل ہیں۔اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

1. رنج رائیگانی
2. وجود
3. عبدالکریم نامہ
4. دیگر نظمیں

1۔رنج رائیگانی:-

"آدھی بھوک پوری گالیاں" کے پہلے حصے کے اندر 30 غزلیں شامل ہیں جیسے کہ اس کے عنوان رنج رائیگانی کو دیکھیں تو اس کے تحت اس کو یکجا کیا گیا ہے۔اس کی غزلوں کے عنوانات میں خواہشات، اقدار اور رشتوں کی رائیگانی کا ذکر ملتا ہے۔شاعر نے اس حصے میں اس کو خارجی دنیا سے ہم آہنگ کیا ہے۔ خارجی دنیا کے مسائل شاعر کی باطنی دنیا میں موجود درد کی کیفیت کو مزید بڑھاتے ہیں۔اس مجموعے کے اندر غزلوں میں ایسے بہت سے اشعار ملتے ہیں جو زندگی کی بے چینیوں اور گردو پیش ہونے والی خرابیوں کو ظاہر کرتی ہیں اور جس کا اثر شاعر کی اپنی ذات کے اندر ہوتا ہے۔انسانی رویوں اور معاشرے کی ناموافق حالات شاعر کو رنج میں مبتلا کرتے ہیں اور اس طرح شاعر گھٹن کا شکار ہوتا ہے۔

بیشتر زیست سے گزرنے کو
حوصلہ تھا سو حوصلہ گم ہے(1)

اس مجموعے کے اندر شاعر کہیں قنوطیت کا شکار ہوتا نظر آتا ہے۔شاعر کی یہ حالت اس ارد گرد کے ماحول کی وجہ سے ہے جس میں شاعر زندگی بسر کر رہا ہے۔شاعر زمانے کے اضطراب اور عصری حالات سے متنفر اور مایوس نظر آتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ زندگی کی خوبصورتی کو بھی محسوس کرتا ہے۔جب معاشرے کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ بے بس ہو جاتا ہے اس طرح اس کی ذات کے اندر بے چینی اور بے بسی سے دوچار ہو جاتا ہے۔

بے یقینی ہے سب کے ذہنوں میں
کیا میسر ہے اور کیا گم ہے(2)

اس رائیگانی کا تصور دراصل سماج کے اندر ہونے والی ناانصافی اور نا ہمواری ہے جو کہ شاعر کو دکھی کر دیتی ہے۔ضیاءالحسن اپنی شاعری کے اندر اپنے ماحول اور عہد کی عکاسی کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ معاشرے کے یہ تمام مسائل بھی جری شاعری کا محرک ہیں۔

لکھ رہی زیست تحریر ثبات اور
زبانی کہہ رہی ہے رائیگانی (3)

ادب کا سماج کے ساتھ گہرا رشتہ ہے ادب پر ماحول اور اس کے ارد گرد کے حالات کا اثر انداز ہوتے ہیں۔ادیب یا شاعر بھی کسی دور کی پیداوار ہوتا ہے اور اس دور کے حالات کی عکاسی کرتا ہے شاعر معاشرے کا حساس شخص ہوتا ہے جو وہ محسوس کرتا ہے وہ اس کو اپنی شاعری کے ذریعے بیان کر دیتا ہے حساسیت کی وجہ سے وہ اپنی زندگی کی رائیگانی کا ترجمان بن جاتا ہے۔کوئی بھی شاعر اپنی شاعری کا مواد اسی معاشرے سے حاصل کرتا ہے جس میں وہ رہ رہا ہوتا ہے۔سماجی اتار چڑھاؤ کا محسوس کرتے ہوئے وہ اپنی تحریروں میں قلم بند کر دیتا ہے۔ادب اور سیاست بظاہر دو الگ زاویے ہیں لیکن خارجی حالات کا اثر ادب کی باطنی حالات پر ہوتا ہے اور غیر محسوس طریقے سے وہ اس کے اندر سرایت کر جاتے ہیں اس طرح ادب اور سیاست زندگی سے الگ نہیں ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" کی غزلوں کے اندر بھی سیاسی اور سماجی شعور ملتا ہے ڈاکٹر ضیاءالحسن نے اپنے گرد و پیش کے ادراک رکھتے ہوئے اس بات کی عکاسی ان کی غزلوں میں ملتی ہے۔

تیرے ہاتھوں بھی ہوئے ہیں کی بربادیہاں
ہم تو یہ رسم بھی ناچار بدل دینی ہے(4)

ڈاکٹر ضیاءالحسن نے جس دور میں شاعری شروع کی وہ ترقی پسندی کا دور تھا اس دور کے شعرا اس تحریک کے زیر اثر معاشرتی و سیاسی حالات کو لکھ رہے تھے۔ان حالات میں ضیاءالحسن نے بھی شاعری میں اپنے دور کے معاشرتی حالات کو اجاگر کیا اور ساتھ ساتھ سیاست پر جاگیردارانہ نظام کا تسلسل تھا ان حالات کی ترجمانی کی۔سیاسی انتشار اور آمرانہ دور میں نشاندہی عوام کی آواز بنے اور عوام کے اوپر مسلط ان اور بھائیوں کو محسوس کر کے اپنے الفاظ میں بیان کیا

ہو گیا سر دل کا ہنگامہ
یوں ہی گزرے روز و شب بس
قلم اب آخری حدوں پر ہے
اب بھی کھولے نہ ہم نے بت تو بس(5)

ڈاکٹر ضیاءالحسن کی اندر مزاحمتی رویہ پایا جاتا ہے شاعر ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کر رہا ہے۔ضیاءالحسن کی شاعری میں ہمت اور حوصلے کی نشاندہی ہوتی ہے۔وہ ایک باشعور شاعر ہے وہ شاعر ہونے کی حیثیت سے سماجی رویوں کی گہرائی کو محسوس کرتے ہوئے تبدیلی چاہتے ہیں۔عبدالرشید اس بارے میں رقم طراز ہیں :

"مایوسی کا انداز اپنانے کی بجائے یہ نظمیں کوئی ایسا شاعر لکھ سکتا ہے جس کا زمین سے رشتہ گہرا ہو اور جس کا جذبہ اور خیال اپنی دھرتی کے مٹی میں گندا ہوا ہو۔"(6)

شاعری کی پہچان یہی ہے کہ وہ معاشرتی مسائل کو اجاگر کرتے ہوئے عوام کی رہنمائی کر کے ملک و قوم کو پریشانیوں سے نکال کر صحیح منزل کی جانب گامزن کرے اور معاشرے کے اندر حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرتے ہوئے انہیں روشن صبح کی امید دلائی۔ضیاءالحسن نے بھی اپنی شاعری میں ملک و قوم سے محبت کا اظہار کیا ہے وہ اپنے دور میں محبت بانٹتے ہیں جہاں نفرتوں نے اپنے پنجے پھیلائے ہوئے ہیں۔"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" کی غزلوں میں شاعر انہیں نفرتوں کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے وہ دوسروں کے دکھوں کو بانٹتا ہے شاعر یہاں پر انسان دوستی کا درس دیتا ہے۔

ہم کو تو کسی کام کا رکھا ہی نہیں اس نے
رکھا تو فقط زخم ہیں سہنے کے لیے رکھا(7)

"رنج رائیگانی" کی غزلیں زندگی کے رنج و غم کو بیان کرتی ہیں۔اس کے باوجود اپنے اندر زندگی کی امید بھرتی ہیں۔شاعر جس معاشرے میں رہ رہا ہے وہاں لوگوں کے ذہنوں میں مایوسی کے بادل چھائے ہوئے ہیں لیکن شاعر ان حالات کے باوجود مایوسی کا شکار نظر نہیں آتا۔

ایک ستارا سر دیوار چمکنے لگا ہے
صبح کا رنگ میرے دل میں دمکنے لگا ہے(8)

شاعری زندگی کے اندر دلچسپی کے عناصر تلاش کرتا ہے ضیاءالحسن کی غزلیں پڑھ کر بوریت اور ناامیدی کا احساس نہیں ہوتا۔ڈاکٹر جمیل جالبی ادب اور زندگی کی ہم آہنگی کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"شاعر کا مقصد یا تو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے یا دلچسپی پیدا کرنا ہوتا ہے یا پھر دلچسپی اور مسرت کو زندگی کی مفید ادراک سمونا ہوتا ہے۔تصانیف کو جتنا ممکن ہو سکے زندگی سے ہم آہنگ اور قریب تر ہونا چاہیے۔ "(9)

"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" کی غزلیں پڑھ کر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ شاعر کی نظر زندگی کی تمام حقیقتوں کی طرف ہوتا ہے۔وہ اپنے معاشرے کی بدحالی اور بے چینی پر دکھی ہے مگر وہ اس بات سے ناامید نہیں ہے بلکہ اپنی غزلوں کے اندر خودداری اور جینے کی امید پیدا کرتا ہے اور حالات کے بدلنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔وہ حوصلہ بڑھاتا ہے اور ان کی شاعری سے معاشرے کے پسے ہوئے شخص کے اندر حوصلہ بیدار ہوتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

ابوالاعجاز صدیقی غزل کی وسعت کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"غزل میں مضامین کے اعتبار اس قدر وسعت پیدا ہو چکی ہے کہ آج عشق و محبت، فکر و فلسفہ، دین و اخلاق، عرفان و تصوف، سیاست و معیشت، نفسیاتی و سماجی مسائل، کائنات کی وسعتیں اور باطن کی گہرائیوں غرضیکہ حیات و کائنات کا ہر پہلو غزل گو شعرا کی دسترس میں ہے۔"(10)

2۔وجود:

"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" اس مجموعے کا دوسرا حصہ نظموں پر مشتمل ہے جن کا عنوان "وجود" ہے۔اس حصے میں شاعر نے انسان کی نفسیاتی پیچیدگیوں کو پیش کیا ہے۔وہ کہتا ہے کہ فرد معاشرے کی اکائی ہے اور اس کا اپنا وجود ہے جو کہ معاشرے کا مثبت عنصر ہے۔شاعر خود شناسی کے ذریعے اپنے ارد گرد کے ماحول کی پرتوں کو کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس حصے کی نظموں کو پڑھنے سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ شاعر محبت کی کیفیات کو بیان کر رہا ہے۔اس کے نزدیک محبت ایک طاقت ہے جو کہ دلوں پر راج کا سکتی ہے۔یہ محبت انسانیت سے محبت ہے۔آج کے دور کا انسان وجود کی تلاش میں گم ہے جو کہ محبت اور انسانیت کے جذبے سے ناآشنا ہے وہ احساس کو فراموش کر کے زندگی کی مادیت پرستی میں کھو گیا ہے۔صرف محبت ہی ایک ایسا جذبہ ہے جس سے انسان اپنے وجود کے معنی تلاش کرتا ہے۔

مجھے محبت کی تلاش ہے
محبت ایک پوشاک ہے
جس میں کمر سے لگا پیٹ چھپایا جا سکتا ہے
آنسو جذب ہو سکتے ہیں
موسموں کی شدت سے بچا جا سکتا ہے
میں اپنے وجود کے معنی کھو چکا ہوں(11)

"وجود" کی نظموں کے اندر محبت کی بے اعتنائی، بھوک اور انسانیت کی ناقدری کا نوحہ ملتا ہے۔شاعری کی بنیاد فکر پر ہوتی ہے۔شاعر اپنے ارد گرد کے ماحول سے مشاہدہ کرتا ہے اور اسے اپنی فکر کا حصہ بنالیتا ہے۔ہمارے معاشرے کے اندر طبقاتی فرق نمایاں ہے جس وجہ سے معاشرہ معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔کچھ لوگ وسائل پر قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں جس وجہ سے معاشی طور پر لوگوں کی حالت دن بدن خراب تر ہوتی چلی جاتی ہے۔شاعر معاشرے کی بے حسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس دور میں انسانی جذبات کی کوئی قدر و قیمت نہیں انسان ادھوری بھوک اور گالیوں کے تمغے سجائے ہوئے ہے۔

ابھی تک اس محبت کو دریافت نہیں کیا جا سکتا
جو انسانی جبلت پر غالب آ سکے
بہار آنے پر پھول کھلتے ہیں
پرندے چہچہاتے ہیں
دریا رقص کناں ہو جاتے ہیں
جن موسموں میں دل دھڑکتے ہیں
اب خاموشی سے گزر جاتے ہیں(12)

ضیاءالحسن انسانی زندگی میں درپیش مسائل کو بیان کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ انسان مادی اور سرپرست زندگی سے نکل کر فطرت کی طرف راغب ہو جائے وہ فطرت کے نظاروں کو دکھ اور آنسوؤں کا مداوا سمجھتے ہیں۔خدا کی زمین پر شاعر کے نزدیک کاغذ کی بہت اہمیت ہے۔شاعری کی بنیاد اب کاروبار بنتی جا رہی ہے جگہ جگہ نیوکلیائی بمبوں کا چرچا ہے جس کی وجہ سے ہیروشیما اور ناگاساکی میں انسانیت کو بے مول ختم کر دیا گیا۔شاعر کو مسائل کا حل محبت میں نظر آتا ہے وہ کاغذ کے ڈالر پر محبت کی چھاپ رکھتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

ڈالر کے کاغذ پر

محبت کا قاعدہ چھاپ دینا

تا کہ بیمار بچے

ہیروشیما اور ناگاساکی

سیر کے لیے جاسکیں(13)

ضیاء الحسن ایک وسیع النظر شاعر تھے جو سماجی ناہمواریوں اور مسائل کو گہرائی سے محسوس کرتے ہیں۔انہوں نے معاشرے کے مسائل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جنہیں آج کا انسان فراموش کر چکا ہے۔وزیر آغا اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"دراصل ایک اچھا فنکار دوسروں کی نظر سے ماحول کا جائزہ نہیں لیتا بلکہ آنکھیں کھول کر خود ہر شے دیکھتا ہے۔اس کی حالت اس سیاح کی سی ہے جسے کسی نئے ملک میں داخل ہوتے ہی ایسے بہت سے مناظر صاف نظر آتے ہیں جو عادت اور تکرار کے باعث اہل وطن کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔"(14)

ضیاء الحسن معاشرے کے اندر انسان کو تلاش کر رہا ہے جو کہ اس مادی دنیا میں تیز رفتاری میں بھاگتے بھاگتے کہیں کھو گیا ہے وہ اپنی پہچان کھو چکا ہے آج کا انسان زندہ تو ہے لیکن احساس مر چکا ہے شاید اس حوالے سے خود بھی بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہے۔

"وجود" کی نظموں کے اندر زندگی کی سفاکی کو پیش کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آنے والے دنوں کی فکر بھی ہے۔وہ ماحول یا دور جس میں آئندہ انسانوں نے پرورش پانی ہے شاعر آنے والے نسلوں کی فکر میں مبتلا نظر آتا ہے اور اس لیے وہ صورتحال کی تبدیلی چاہتا ہے۔وہ سوچتا ہے کہ دلوں کو کیسے تبدیل کیا جائے جس پر ایک سیاہ پردے کا عکس ہے وہ چاہتا ہے کہ جہالت کو ختم کرنے کے لئے ایک روشن صبح کی ضرورت ہے ایک خوبصورت معاشرہ تشکیل پائے جہاں پر انسانیت کا پرچار ہو دبے اور سہمے ہوئے لوگوں کو آزادی کی فضا میں سانس لینے کی جرات ہو۔ نظم "فکر آئندہ" میں شاعر اپنے جذبات کی عکاسی کرتا ہے کہ

معطل بہار کے پھول کھلائے جاسکیں

جہالت کے پردے میں چھپا

ایک دن طلوع ہو سکے(15)

عبدالرشید زیاالحسن کی ان نظموں کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ

"پیداواری نظام کے تضادات سے جنم لینے والی اخلاقیات،اسٹیٹس کو قائم رکھنے والے اشرافیہ،طبقات اور اس سے نمو پانے والی غیر انسانی مکروہ صورتیں،غربت،جہالت،غیر نمائندہ سسٹم اس کا جبر اور لاقانونیت۔"(16)

ان نظموں میں بنیادی عنصر امید ہے شاعر اس مادی اور زبردست زندگی سے تنگ ہے اور اس انداز زندگی سے جان چھڑوانا چاہتا ہے۔اس کو معلوم ہے کہ انسان کے دل کے کسی کونے میں دفن احساسات کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے جس پر چلتے ہوئے معاشرہ نئی نسل کے لیے ایک اچھا مستقبل پیدا کرے گا۔

3۔عبدالکریم نامہ:-

"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" کا تیسرا حصہ نظموں باعنوان "عبدالکریم نامہ" کے عنوان سے ہی پیسہ سے کے اندر شاعر نے نچلے اور بلائیں طبقوں کے طور طریقے کو بیان کیا ہے اس کے طبقے پر ہونے والے مظالم کی منظر کشی کی ہے اور معاشرے کے پسے اور بے بس طبقے کی زندگی کا نوحہ پیش کیا ہے۔"عبدالکریم نامہ" معاشرے کے نچلے طبقوں کے دو کرداروں پر مشتمل ہے۔ ضیاء الحسن نے عبدالکریم کے کردار کو بہت ہی بے بس اور مایوس دکھایا ہے جو حالات کی چکی میں پس رہا ہے اور جو اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے دن رات بیل کی طرح جتا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود خود کو اور اپنے خاندان کی بھوک اور افلاس کو مٹا نہیں پاتا۔

تم عبدالکریم !

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

تم یوں ہی بیل کی طرح محنت کرتے رہے

تو تمہارے بچوں کو بھی یہی میراث ملے گی

آدھی روٹی اور پوری گالیاں (17)

شاعر کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ معاشرتی صورت حال کو محسوس کرتا ہے اور اسے اپنے لفظوں میں بیان کر دیتا ہے ضیاءالحسن نے بھی معاشرے کی سچائیوں کے تلخ حقائق کو محسوس کر کے اسے اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے شاعر ان حالات کو دیکھ کر دکھی انسانیت کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہے۔ نظم "میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں" میں شاعر ان کفیات کو یوں بیان کرتا ہے۔

میں کروں گا مضبوط

تمہارے ہاتھ اور دل

بڑھاؤں گا تمہاری ہمت

اور دکھاؤں گا تمہیں رستہ

نہیں زندگی کا(18)

ضیاءالحسن اس حصے کے اندر غیر منصفانہ نظام کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ سماجی حیثیت کا تعلق ہماری اجتماعی زندگی پر بہت اثر انداز ہوتا ہے۔ ان کے خیال میں جب تک انسان کے اندر شعور بیدار نہیں ہو گا وہ دوسرے انسانوں کی ذلت کا سبب بنتا رہے گا۔ معاشی تضادات، نفسیاتی الجھنیں اور ذہنی کرب سے پیدا ہونے والی صورتوں کو اپنی شاعری میں بیان کرتے ہیں۔ یہاں انہوں نے غریب طبقے پر ہونے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ مزدور طبقہ جو دو وقت کی روٹی کو پورا کرنے میں سارا دن محنت مزدوری کرتا ہے اور اس کی قسمت کی کمائی سرمایہ دار لوگ اپنی عیاشیوں میں صرف کرتے ہیں۔ وہ غریبوں کا خون چوس کر اپنی زندگی کے اندر مسرت کے ذرائع بتاتے ہیں۔ یہ طبقہ عیش اور عشرت میں مگن رہتا ہے اور نچلا طبقہ اپنے حق کے لیے آواز بھی نہیں بلند کر پاتا کیوں کہ اس کے پاس طاقت نہیں ہوتی۔ اس کی قسمت میں بے بسی، محنت مزدوری لکھ دی گئی ہے۔ شاعر اس بارے میں یوں کہتا ہے:

عبدالکریم کے خون میں غلامی کا نشہ

کم ہونے لگا ہے

جب بھوک سے اس کا پہلا بچہ مرا

اس نے زمیندار کو گالی دی

تھانے میں جوتے لگوائے

دوسرا بچہ مرا

اس نے زمیندار پر درانتی سے حملہ کیا

زمیندار نے محافظ رکھ لیا (19)

اس کے ساتھ ساتھ ضیاءالحسن نے عبدالکریم کی بیٹی کنیز فاطمہ کی زندگی کی بھی تصویر کشی کی ہے۔ بناؤ سنگھار جو عورت اپنے وجود کو سوآنے کے لئے استعمال کرتی ہے کنیز فاطمہ سے پسینے اور گوبر کی بو آتی ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں سے محنت کر کے ان کے ملائمت اور نرمی کھو گئی ہے۔ اس کا سارا وقت گندم کاٹنے اور کپاس چننے میں گزر جاتا ہے۔ عبدالکریم کی زندگی کا مقصد صرف اپنے خاندان کا پیٹ پالنا ہے وہ بس یہی سوچتا ہے کہ بھوک سے میرے بچے بھوکے نہ مر جائیں اس نے اپنی زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے جانور اور حویلی گروی رکھ دیتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کی خاطر ہر ظلم برداشت کرتا ہے۔ شاعر کا مقصد یہاں معاشرے کی حقیقت کو سب کے سامنے لانا ہے عبدالکریم جو فصل پکنے تب تک بہت محنت کرتا ہے موسم کی شدّت کو برداشت کرتا ہے، بھوکا سوتا ہے لیکن جب یہ فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے تو اسے اس کی محنت کی صحیح اجرت بھی نہیں ملتی بلکہ اس کے بدلے اسے دھتکار ملتی ہے۔

عبدالکریم جانتا ہے

وہ ساری دنیا کے کسانوں سے زیادہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

کھاد، بجلی اور ڈیزل
کی قیمت ادا کرتا ہے
اور ساری دنیا کے کسانوں سے کم
اپنی گندم کی قیمت وصول کرتا ہے(20)

"عبدالکریم نامہ" میں شاعر جہاں معاشرے کی زیادتیوں کا ذکر کرتا ہے وہیں پر ہی عبدالکریم کو اس ظلم سے نکلنے کا حوصلہ بھی دیتا ہے شاعر اس کو یہ سمجھ آتا ہے کہ اس کی ذمہ داری ہے کہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرے اور ان سرمایہ داروں کے حقائق سب کے سامنے لائے وہ عبدالکریم کے ساتھ رہتے ہوئے اسے جینے کا حوصلہ دیتا ہے وہ اس میں ہمت پیدا کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر نئی زندگی کا آغاز کرو تاکہ اس کی آنے والی نسلیں اس غلامی کی قید سے آزاد ہو سکے۔ضیاء الحسن نے اپنی نظموں میں دکھ کی ہلکی آنچ کے ساتھ حالات کی تبدیلی کی بھی بات کی ہے وہ مذہب، فرقے اور قوم سے بالاتر ہو کر انسانیت کی محبت کی بات کرتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ انصاف معاشرے کی بنیاد ہو۔سب کو سکون کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنے کی آزادی ہو جہاں صرف انسانوں کی محبت کا درس ہو اور طبقات کی تقسیم نہ ہو۔

4۔دیگر نظمیں:-

"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" کا چوتھا حصہ "دیگر نظمیں" کے عنوان سے ہے۔کسی معاشرے میں پائی جانے والی برائیوں کے باعث درپیش مسائل اور تکالیف کا سامنا کرنے کو شاعر نے ان نظموں کے اندر بیان کیا ہے اور یہاں اس کے بارے میں بات کی ہے۔یہ نظمیں زندگی میں درپیش مسائل اور اس کے ساتھ انسانی راویوں کے کے باعث افسردہ کیفیات کو بیان کرتی ہیں اس حصے کے اندر انسان کی داخلی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے۔

ستارے! تم کہاں ہو؟
کون سی دنیا میں رہتے ہو؟
کہاں پر جگمگاتے ہو؟
میری تاریک دنیا میں
بلا کب لوٹ کر آؤ گے؟
تم کب جگمگاؤ گے؟ (21)

کتاب کے اس حصے میں بھی نظموں میں ایک دکھ اور رنج کی کیفیت ہے۔شاعری کے اندر اس طرح کے احساسات آنے کی کوئی وجہ ہوتی ہے جیسے میر کے ہاں دکھ اور درد کی ہمیں چھاپ نظر آتی ہے وہ ان کے ماموں کی وجہ سے ہے۔ہر شاعر اپنے ارد گرد کے حالات کو محسوس کرتا ہے اور ان کا عکس ان کی شاعری سے جھلکتا ہے۔ضیاء الحسن کے ہاں یہ انسانی درد اور کرب ان کے ماحول کی دین ہیں۔آج کل کے سماجی اور سیاسی حالات کے باعث انسان بے یقینی اور بے بسی کا شکار نظر آتا ہے۔وہ ایک بے رنگ سے زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے وہ ان حالات کا سامنا تنہا نہیں کر سکتا وہ اپنی اس بے چینی کا اظہار ضرور کرتا ہے۔ضیاء الحسن کی نظمیں ہمیں اس احساس تنہائی اور اضطراب کو سمیٹے ہوئے ہے جس نے آج انسان کی زندگی کو الجھنوں کا شکار کر دیا ہے۔

ہونٹ ہلتے ہیں مگر بات نہیں ہو پاتی
گفتگو کیسے ہو؟
اپنی ہی ذات کا ہر کوئی اسیر
کوئی غالب ہے نہ میر
کوئی فرہاد ہے نہ قیس
کوچہ یار بھی ویران ہوا
دل بھی بے جان ہوا
گفتگو کیسے ہو ہونٹ ہلتے ہیں مگر بات نہیں ہو پاتی (22)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

انسان کی باطنی کیفیت جب خارجی حالات کے باعث رنج والم میں مبتلا ہو تو اس سے زندگی کے گزرے دنوں کی یاد ستانے لگتی ہے وہ اچھے حالات کا متلاشی نظر آتا ہے ماضی کے حسین لمحات کو یاد کرتا ہے ماضی کی یاد اسے اپنی زنجیر میں جکڑ لیتی ہیں۔

ضیاءالحسن کی شاعری کا اسلوبیاتی جائزہ:-

شاعری ایک ایسا جادو ہے جو لفظوں سے کیا جاتا ہے۔اس میں شاعر اپنے تخیل کو لفظوں کی دلکش دکھاتا ہے۔شاعر اپنے ارد گرد کے ماحول اور رویوں سے بے چین ہوتا ہے اور اس کا وہ اظہار کرتا ہے۔اس اظہار کے لیے اسے مناسب اور بامعنی لفظوں کی ضرورت ہوتی ہے ان لفظوں کے صحیح چناؤ اور استعمال سے ایک اچھوتا رنگ پیدا ہوتا ہے جس سے ہم اس شاعر کا اسلوب کہتے ہیں۔

ضیاءالحسن الفاظ کے موزوں اور تراکیب کے صحیح استعمال کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔انہوں نے اپنی شاعری میں ہر طرح کے موضوعات کا استعمال کیا ہے اور ان موضوعات کے لئے موزوں اور برمحل الفاظ کا انتخاب ان کی فنکارانہ مہارت کی دلیل ہے۔

تیری موجودگی سے وجد میں ہے محفل ہنستی
تیری آنکھوں کی مستی سے شراب ناب روشن ہے

(آدھی بھوک پوری گالیاں)

ضیاءالحسن کے کلام میں جابجا استعارات کا استعمال ہوا ہے ان استعاروں کے ذریعے وہ بعض کفیات کی تصویر کشی کرتے ہیں انہوں نے پرندوں، درختوں، چاند، مہتاب اور ستاروں کا ذکر کیا ہے۔

ستاروں تم کہاں ہو؟
کون سی دنیا میں چمکتے ہوں

(آدھی بھوک پوری گالیاں)

ضیاءالحسن کی شاعری میں علامتوں کا استعمال ان کی شاعری کے حسن کو دوبالا کرتا ہے۔علامت کا استعمال زمانہ قدیم سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔علامت میں معنی کی تہہ داری ہوتی ہے۔علامت کے اندر لفظ بظاہر تو کوئی اور ہوتا ہے لیکن اس کے معنی کچھ اور ہی مراد لیے جاتے ہیں۔ضیاءالحسن نے روشنی اور اچھے حالات کے لئے سورج کی علامت کا استعمال کیا ہے۔

پھول ، ستارے، کلیاں، رنگ، خوشبو، تتلیاں پیاری
تمہارے ساتھ رخصت ہو گئی ساری

(آدھی بھوک پوری گالیاں)

ضیاءالحسن نے زرعی طبقے کے لیے استحصال زدہ کسان کے لیے "عبدالکریم" کی علامت استعمال کی ہے۔یہ علامت سرمایہ دارانہ نظام اور جاگیر دارانہ نظام کے زیر طبقہ انسانیت پر ظلم کی داستان کو بیان کرتی ہے۔

تلمیح ایسی صنعت ہے جو کسی گزرے ہوئے مشہور واقعے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔شاعر اس واقعے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو پہلے سے ہی لوگوں کے ذہنوں میں نقش ہوتا ہے۔ضیاءالحسن بھی تلمیحات کا استعمال کرتے ہیں۔ان کی تلمیحات اسلامی تاریخوں اور پیغمبروں سے ماخوذ ہیں۔

مری مٹی میں ایک پتھر گھڑا ہے حجرِاسود سا
خطائیں جذب کرلیتا ہے مجھ کو پاک کرتا ہے

(آدھی بھوک پوری گالیاں)

صنعت تکرار میں ایک لفظ ایک ہی شعر میں دو یا دو سے زائد مرتبہ آتا ہے جس سے شاعری میں روانی اور موسیقی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ضیاء الحسن کے ہاں بھی شاعری میں تکرار لفظی سے ترنم کی کیفیات ملتی ہے۔

گلاب ہے نہ خواہش گلاب ہے
اور اپنی چشم خواب اک عذاب ہے

(آدھی بھوک پوری گالیاں)

ایک ہی شعر میں ایسے الفاظ آئیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایسی صفت تضاد کہلاتی ہے۔ضیاء الحسن کی شاعری میں ایسی صنعت تضاد کا استعمال کیا گیا ہے۔ایسے الفاظ کا غیر شعوری طور پر کمال مہارت رکھتا ہے۔

اس کم و بیش زندگی میں ضیاء
بیش کم اور کم زیادہ ہے

(آدھی بھوک پوری گالیاں)

استفہامیہ لہجہ شاعری کے تاثیر میں اضافہ کرتا ہے اس سے پڑھنے والے کے ذہن میں سوال ابھرتا ہے جو رہا اپنے کلام میں کب، کیوں، کیسے، کون جیسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ضیاء الحسن ایسے شاعر ہیں جو ایسی صنعتوں کا استعمال بخوبی جانتے ہیں۔وہ اپنی شاعری میں استفہام کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔وہ ایسے سوالات کو جنم دیتے ہیں جن سے قاری سماج کی بے رحمی کے بارے میں سوچتا ہے۔

جرنل صاحب
میرے بچے کیا کھائیں گے

(آدھی بھوک پوری گالیاں)

ضیاء الحسن کی شاعری کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے ہاں نیا اسلوب ملتا ہے۔انہوں نے شاعری میں نئے موضوعات کو جگہ دی ہے۔انہوں نے قلبی واردات کا ہی ذکر کاذکر نہیں کیا بلکہ اجتماعی مسائل کو بھی شاعری میں شامل کیا ہے۔وہ وقت کے تقاضوں کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ان کے کلام میں دھیما پن اور اخلاقی لب و لہجہ ہے۔وہ اپنے محسوسات، جذبات اور معاشرے کی حقیقت کو نئے انداز سے بیان کرتے ہیں۔ان کے کلام کے ہر فنی پہلو کے پیش نظر مقصد بھی ہے اور اس کے ساتھ جذبہ بھی ہے۔اس جذبے کے اندر سچائی پائی جاتی ہے۔ضیاء الحسن کے ہاں سادگی کا عنصر پایا جاتا ہے لیکن ان کے اشعار میں اثر کی چاشنی ہیں۔

مجموعی جائزہ:-

ضیاء الحسن کا شمار ایسے نثری نظم نگاروں میں ہوتا ہے جو داخلی آشوب کو شعری قالب میں ڈالنے کا ہنر جانتے ہیں۔ان کی نظمیں اجتماعی آشوب کو دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں جس نے اس دور کے انسانوں کو مادیت پرست بنا دیا ہے۔

" آدھی بھوک پوری گالیاں" کی نظموں میں درد، احساس، امید اور بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔شاعر جو شاعری کا موضوع محبوب ہے اس سے ہٹ کر سماجی حقیقت نگاری کو بیان کرتا ہے وہ ریاستی جبر، معاشرتی انتشار اور ظلم و زیادتی کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔شاعر نے سماجی انتشار کے بعد جنم لینے والے رنج، افسردگی اور غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ادب اور سماج کا ایک دوسرے سے گہرا رشتہ ہے۔سماج سے کٹ کر کوئی بھی کچھ نہیں تخلیق کر سکتا۔اس میں معاشرتی واقعات، معاشی حالات اور سیاسی رویوں کو دیکھا جاتا ہے پھر ہی تخلیق عمل وجود میں آتا ہے۔ضیاء الحسن نے ان حالات کے پیش نظر جو معاشرے کے اندر پیدا ہوتی ہیں ان کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ضیاء الحسن شاعری جہاں ظلم نتیجے میں پیدا ہونے والی کیفیات کو بیان کرتے ہیں وہاں اس جبر کے خلاف آواز بھی بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حوالہ جات:

1. ضیاءالحسن،ڈاکٹر،مشمولہ آدھی بھوک اور پوری گالیاں،لاہور،ملٹی میڈیا افیرز،2014ء،ص:17
2. ایضاً،ص:28
3. ایضاً،ص:33
4. ایضاً،ص:22
5. ایضاً،ص:35
6. فلیپ،ایضاً
7. ضیاءالحسن،ڈاکٹر،مشمولہ آدھی بھوک اور پوری گالیاں،ص:25
8. ایضاً،ص:41
9. جمیل جالبی،ارسطو سے ایلیٹ تک،دہلی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،1977ء،ص:144
10. صدیقی،ابوالاعجاز حفیظ،کشافِ تنقیدی اصطلاحات،اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان،1998ء،ص:130
11. ضیاءالحسن،ڈاکٹر،مشمولہ آدھی بھوک اور پوری گالیاں،ص:47
12. ایضاً،ص:56
13. ایضاً،ص:52
14. وزیر آغا،نظم جدید کی کروٹیں،علی گڑھ،ایجوکیشنل بک ہاؤس،2000ء،ص:14
15. ضیاءالحسن،ڈاکٹر،مشمولہ آدھی بھوک اور پوری گالیاں،ص:57
16. جمیل جالبی،ارسطو سے ایلیٹ تک،ص:144
17. ضیاءالحسن،ڈاکٹر،مشمولہ آدھی بھوک اور پوری گالیاں،ص:86
18. ایضاً،ص:88
19. ایضاً،ص:107
20. ایضاً،ص:101
21. ایضاً،ص:111
22. ایضاً،ص:114

کتابیات

1. صدیقی،ابوالاعجاز حفیظ،کشافِ تنقیدی اصطلاحات،اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان اُردو،1998ء
2. وزیر آغاز،نظم جدید کی کروٹیں،علی گڑھ،ایجوکیشنل بک ہاؤس،2002ء
3. ضیاءالحسن،ڈاکٹر،آدھی بھوک اور پوری گالیاں،لاہور،ملٹی میڈیا افیئرز،2014ء